غزل (۳)

شفیقؔ جونپوری

پہلی بات : ابتدا ہی سے غزل کا خاص موضوع حسن وعشق رہا ہے مگر سماج کی طرح ادب بھی عصری تقاضوں کو قبول کرتا ہے۔ اُردو غزل میں بھی رفتہ رفتہ حسن وعشق کی بجائے روزمرہ زندگی کے تقاضوں پر لکھا جانے لگا ہے۔ اب اس میں زندگی کے مسائل، سماجی رشتے، اخلاقی قدریں، انسانیت کا عروج و زوال، سیاسی موضوعات وغیرہ شامل ہونے لگے۔ شفیقؔ جونپوری کی اس غزل میں آدمی کی زندگی کے مختلف مراحل اور احوال وکوائف کو مؤثر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

جان پہچان : شفیقؔ جونپوری کا اصل نام ولی الدین تھا۔ وہ ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے حفیظؔ جونپوری، نوحؔ ناروی اور حسرت موہانی سے اپنے کلام پر اصلاح لی۔ 'تجلیات'، 'بانگِ جرس'، 'حرمتِ عشق' وغیرہ ان کے شعری مجموعے ہیں۔ 'حجاز نامہ' اور 'خاتم' ان کے سفرنامے ہیں۔ ان کی شاعری میں اپنے عہد کے سیاسی، سماجی اور تہذیبی مسائل کی عکاسی ملتی ہے۔ عصری حسیت ان کے یہاں مختلف انداز میں نظر آتی ہے۔ ۱۹۶۳ء میں ان کا انتقال ہوا۔

یہ کون مسکرا کے اِدھر سے گزر گیا
دامانِ آرزو مرا پھولوں سے بھر گیا

دورِ شباب چشم زدن میں گزر گیا
جھونکا ہوا کا تھا اِدھر آیا اُدھر گیا

روح الامیں کا بھی نہ گزر ہوسکا وہاں
انسان جس مقام پہ بے بال و پر گیا

جب ہم چلے تو ساتھ چلی ساری کائنات
جب ہم ٹھہر گئے تو زمانہ ٹھہر گیا

آگاہ راز ہو کے جہاں سے اُٹھا شفیقؔ
دیوانہ تھا ضرور مگر باخبر گیا

معانی واشارات

دامانِ آرزو	آرزو کا دامن (دامن کی وسعت سے مراد ہے آرزو کا بڑا ہونا)	Desire
دورِ شباب	جوانی کا زمانہ	Period of youth
چشم زدن میں	دیکھتے ہی دیکھتے، فوراً	At once
روح الامیں	حضرت جبرئیل	Gabriel angel
آگاہِ راز	راز کو جاننے والا مراد دنیا سے باخبر	Aware of the worldly ways

مشقی سرگرمیاں

✧ درج ذیل الفاظ کے لیے غزل میں آئے ہوئے الفاظ لکھیے۔

۱۔ پلک جھپکتے، فوراً ....
۲۔ عروج کا زمانہ، جوانی ....
۳۔ موجودات، دنیا ....

✧ درج ذیل شعر کی روشنی میں دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیے۔

دورِ شباب چشم زدن میں گزر گیا
جھونکا ہوا کا تھا اِدھر آیا اُدھر گیا

۱۔ اس شعر کی صنعت کا نام لکھیے۔
۲۔ اس شعر سے تضاد کے الفاظ لکھیے۔

✧ درج ذیل شعر کی تشریح کیجیے۔

جب ہم چلے تو ساتھ چلی ساری کائنات
جب ہم ٹھہر گئے تو زمانہ ٹھہر گیا

✧ ستون 'الف' میں غزل کی شعری اصطلاحات اور ستون 'ب' میں غزل کے شعر دیے ہوئے ہیں۔ ان کے درمیان مناسب جوڑیاں لگائیے۔

ستون 'الف'	ستون 'ب'	
مطلع	دور شباب چشم زدن میں گزر گیا	جھونکا ہوا کا تھا ادھر آیا اُدھر گیا
حسنِ مطلع	آ گاہِ راز ہوکے جہاں سے اُٹھا شفیق	دیوانہ تھا ضرور مگر باخبر گیا
مقطع	یہ کون مسکرا کے ادھر سے گزر گیا	دامانِ آرزو مرا پھولوں سے بھر گیا

تلمیح (Allusion)

روح الامیں کا بھی نہ گزر ہوسکا وہاں
انساں جس مقام پہ بے بال و پر گیا

روح الامین حضرت جبرئیل کا لقب ہے اور انسان سے مراد یہاں رسول اللہؐ ہیں۔ اس شعر میں معراج کی رات کے واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

شاعر جب اپنے کلام میں کسی تاریخی واقعے، فرضی حکایت یا مذہبی قصے کی طرف اشارہ کرتا ہے، شعر میں واقعے کے ایسے استعمال کو **'تلمیح'** (allusion) کہا جاتا ہے۔

✧ اس کتاب میں شامل حمد سے تلمیح کا شعر تلاش کر کے لکھیے۔